Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 1, Spring 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

فقہی مباحث میں تحقیق کا طریقہ کار، دو(2) تمثیلی موضوعات کا تطبیقی مطالعہ

Title:	**Research Methodology of Fiqhi Discourses, an applicational study of Allegorical Topics**
Author (s):	Humaira Ahmad[1], Sajid Anwar[2], Inayat Ur Rehman[1]
Affiliation (s):	[1]University of Management and Technology, Lahore, Pakistan. [2]Leads university Lahore, Pakistan.
DOI:	https://doi.org/10.32350/mift.31.03
History:	Received: January 5, 2023, Revised: March 11, 2023, Accepted: April 14, 2023, Published: June 20, 2023
Citation:	Ahmad, Humaira, Sajid Anwar, and Inayat Ur Rehman. “Research Methodology of Fiqhi Discourses, an applicational study of Allegorical Topics.” *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no.1 (2023): 34–47. https://doi.org/10.32350/mift.31.03
Copyright:	© The Authors
Licensing:	This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

فقہی مباحث میں تحقیق کا طریقہ کار، دو(۲) تمثیلی موضوعات کا تطبیقی مطالعہ

Research Methodology of Fiqhi Discourses, an applicational study of Allegorical Topics.

Humaira Ahmad *
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan.
Sajid Anwar
Leads university Lahore, Pakistan.
Inayat Ur Rehman
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan.

Abstract

Holy Quran and Hadith guide us about basics of research methods. The verse about verification of a news, if the narrator is not reliable and ahadith about prohibition of fake news are some examples, even if a matter is true and factual, Sharia guides to write it down, as a caution. Islamic research methodology is found in classical Fiqhi discourses, though it comes after the Hadith sciences. Fiqhi domain covers almost every sphere of life, its derived injunctions are applicable in social, political, economic and judicial matters which makes its research, while deriving injunctions, more important and its methodology more reliable. Fiqh addresses daily life matters and, supposedly, the future matters. Research methods applied in Fiqh are somewhat different from other research methodologies. Fiqhi methods like Istinbat (derivation), Istikhraj (extracted) and Ijtihad (free reasoning to solve current issues) are followed in Islamic discourses. Fiqh al aqalliat (jurisprudence of minorities) and Fiqh al Halal (Jurisprudence of declaring something as Halal or Haram) are addressing today's issues faced by Muslim societies. Allegorical debates are always important to solve current as well as upcoming problems.

***Key words*: Fiqh, Research, Allegory, Implementation**

قرآن مجید اوراحادیث نبویہ ﷺ میں تحقیق کے بنیادی امور پر راہنمائی موجود ہے۔سب سے پہلے کہا گیا کہ جب بھی کوئی خبر آپ سنیں توسب سے پہلے اس کی تصدیق کریں۔[۱] اسی طرح فرمایا گیا کہ جھوٹ سے پرہیز کریں۔[۲] اسی طرح ان امور میں بھی راہنمائی موجود ہے جب معاملہ سچ کے تحت طے ہو جائے تب بھی لکھ لیا کریں تا کہ سند رہے اور جھوٹ والزام تراشی کا موقع ہی ہاتھ نہ آئے۔[۳]

---

*Corresponding author: Humaira Ahmad at humaira.ahmad@umt.edu.pk

۱ ۔الحجرات۶:۴۹ ۔ یاایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَـھَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

۲ ۔النور: ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۝ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۝ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۝ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں ۔ اس واقعے کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے۔ جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا، اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لیے عذاب عظیم ہے۔

۳ ۔البقرۃ۲:۲۸۲ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۝ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۝۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب کسی مقرّر مدت کے لیے تم آپس میں لین دین کرو، تو اسے لکھ لیا کرو۔

دین اسلام کو تحقیق اور مسئلے کی شفافیت مطلوب ہوتی ہے۔کیونکہ اسی مسئلے پر پھر حکم لگایا جاتا ہے۔حکم پر عمل کرنے کے بعد جزا سزا کا پورا نظام استوار ہے۔یوں اسلام ہر مسئلے کا حل چاہتا ہے اور اس حل کے لیے راہنمائی بھی کی گئی ہے۔

ا۔ مبحث اول: فقہ معنی، مفہوم اور اس کا استعمال

قرآن پاک میں اس سے مراد فہم ہے۔[۴] احادیث نبویہ کی مشہور کتاب صحیح البخاری میں قول اور عمل سے پہلے علم کے بیان میں یہ استعمال ہوا ہے۔[۵] اس کے علاوہ بھی قرآن وحدیث میں یہ لفظ بطور سمجھ بوجھ کے مستعمل ہے۔[۶]،[۷] امام ابو حنیفہؒ نے اس کی تعریف میں لکھا ہے کہ **معرفة النفس، مَالَهَا وما عليها**[۸]. فقہ نفس کے حقوق اور فرائض وواجبات جاننے کا نام ہے۔جب کہ اصطلاحی معنیٰ کچھ اس طرح سے بنے گا کہ **العلم بالأحكام الشرعية العملية من أدلتها التفضيلية**[۹]. فقہ شریعت کے وہ فروعی احکام جاننے کا نام ہے جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہوں۔

موجودہ دور چونکہ دور نبوی اور دور صحابہ، تابعین وتبع تابعین سے بہت دور ہے، اس لیے مسائل کو حل کرنے کے لیے اور دین کا فہم حاصل کرنے کے لیے فقہ کا جاننا لازمی ہے۔

۱.۱ فقہ کا دائرہ کار

فقہ کا دائرہ کافی وسیع ہے۔اس دائرے کے اندر جتنی بھی چیزیں ہیں وہ اگرچہ شمار میں محدود ہیں لیکن ان کے مباحث بہت گہرے اور وسیع ہیں۔فقہ چونکہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے زندگی کے تمام کلی احکامات میں اس کا عمل دخل موجود ہے۔ان میں سے عبادات، عائلی قانون، معاملات، مرافعات (عدالتی نظام)، دستوری قانون، عقوبات اور بین المملکی قانونی امور شامل ہیں۔اس دائرہ کار میں فقہی تحقیق کے مناھج میں سے استدلال، استخراج، استنباط، اجتہاد اور استفتا شامل ہیں۔انہی ذرائع سے روزمرہ کے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مبحث دوم: تحقیق کا طریقہ کار

فقہی مباحث ومسائل میں تحقیق کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ سب سے پہلے قرآن مجید اور حدیث سے حل تلاش کیا جائے گا۔قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نصوص قطعیہ ہیں۔لہٰذا جن مسائل کے احکام ان میں موجود ہیں وہ قیامت تک کے لئے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

۴۔التوبہ:۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۝ اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے، مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جاکر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔

۵۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اللعلم قبل القول والعمل۔

۶۔ هود ، ۱۱ : ۹۱ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ۔ انہوں نے جواب دیا "اے شعیب، تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں۔

۷۔ الصحيح بخارى، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين، مَنْ يُرِدِ اللّٰه بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. ۱:۳۹، رقم : ۷۱

۸۔ أ. د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ ، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ ، (دمشق:دار الفكر سورية) ، ۱:۳۲

۹۔ أ. د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ ، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ ، ۳۰

جن امور کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحت موجود نہیں ان کے بارے میں تحقیق سے کام لیا جائے گا۔ قرآن مجید نے بہت ساری اشیاء میں حلال وحرام کا حکم بیان کیا ہے اور بہت ساری چیزیں بغیر بیان کئے چھوڑی ہیں۔ قرآن کریم نے جن چیزوں کی وضاحت کی ہے وہ کلی ہے جزوی وضاحت نہیں ہے۔یعنی قرآن کریم نے حلال وحرام کے اصولوں کو بیان کیا ہے۔جن مسائل میں راستہ کھلا رکھا گیا ہے انھیں امکانی مسائل کہتے ہیں، یہ مسائل تا قیامت مختلف شکلوں اور اوقات میں رونما ہوتے رہیں گے۔

قرآن وحدیث کے بعد مسئلے کے حل کے لیے قریب ترین مصدر سے کام لیں گے۔اس بارے میں قریب ترین مصدر صحابہ کرام کے اقوال ہیں، کیونکہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے براہ راست علم حاصل کیا اور وہی ان کا مصدر تھے۔ صحابہ کرام نے قرآن وحدیث سے استدلال، استنباط، استخراج وغیرہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ خود ان کے درمیان موجود تھے، ان کی موجودگی میں صحابہ کرام نے مسائل حل کیے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ان پر کوئی تنکیر نہیں کی، بلکہ بعض مقامات پر تحسین کی ہے۔اس کی واضح مثال حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کی ہے جب انھیں یمن کی طرف بھیجتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ مسائل کا حل کس طرح نکالوگے؟ تو انہوں نے بالترتیب بتایا کہ کتاب اللہ، سنت رسول سے فیصلہ کرونگا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ اگر دونوں میں سے حل نہ نکل آئے تو کیا کروگے تو انہوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔[10]

صحابہ کرام کے بعد ائمہ کرام نے قرآن وحدیث سے استدلال، استخراج اور استنباط سے مسائل حل کیے ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد آئمہ کرام قریب ترین مصدر بنتے ہیں۔ان ائمہ کرام میں سے امام مالکؒ جو کہ امام حرم کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے صحابہ کرام کے اقوال وافعال کو ہی دلیل بناکر اپنے استدلالات کو پیش کیا۔ بلکہ انہوں نے حرم مکی کو بھی بطور دلیل لیا ہے کہ اس زمین پر صحابہ کرام نے زندگی گزاری ہے اور یہاں انہوں نے علم کو پھیلایا۔ مسائل کو حل کیا۔ اس کے علاوہ دیگر تمام مقامات کے آئمہ وصحابہ کی دلیل کو قبول نہیں کرتے۔امام ابوحنیفہؒ کی صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک سے ملاقات ہوئی تھی۔[11] تو ان کا شمار تابعین میں ہوا۔[12] اس طرح امام داود ظاہریؒ، امام شافعیؒ وغیرہ کے مسلک و منہج بھی ہیں۔ان ائمہ کرام نے بے شمار ایسے مسائل حل کیے ہیں، جن کے لیے دلائل قرآن وحدیث سے لیے ہیں اور صحابہ کرام کے اقوال کو بھی بطور ثبوت لیا۔ ائمہ کرام نے نصوص کے مزاج کا خیال رکھتے ہوئے تقدیری مسائل پر کھل کر بات کی ہے اور اس کے لیے اصول وضع کیے ہیں۔یعنی مستقبل کے ممکنہ مسائل (فقہ تقدیری) کو حل کرنے کی کوششیں کی ہیں۔

قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کو بنیادی مصادر میں استعمال کرنے کے بعد ثانوی مصادر کو بھی بروئے کار لایا جائے گا۔جب بنیادی مصادر سے مسئلہ حل نہیں ہوتا تو اسے ثانوی ذرائع کے سانچے میں ڈھالا جائے گا۔ اور اسی سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس بنیادی بحث کے بعد ذیل میں دو مجوزہ (مصنوعی) مسائل کو بطور مثال پیش کیا جارہا ہے۔

۳۔ مبحث سوم: دو(۲) تمثیلی موضوعات کا تطبیق عمل

علوم اسلامیہ میں سے کسی بھی بحث کو فقہی تناظر میں جانچنے کے لیے فقہی منہج اختیار کیا جائے گا۔ فقہی مباحث وسیع میدان ہے۔

---

۱۰ - أبو داود، السجستاني، سنن ابی ادود ، بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ، جلد سوم: حدیث نمبر ۱۹۹

۱۱۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، **حیات اور کارنامے**، مولانا محمد نجیب سنبھلی قاسمی، ریاض۱۷۳۵/ https://darululoom-deoband.com/urduarticles/archives

اس میں ماضی (استنباطی اور علت و معلول کا عمل)، حال (واقعاتی مسائل) اور مستقبل (تقدیری اور فرضی مسائل) کے مسائل کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جاتا ہے۔ فقہ چونکہ سمجھ اور فہم کا نام ہے، اس لیے اس میں مسائل کا نتیجہ لازمی نکالا جاتا ہے۔ نتیجے ہی کی بنیاد پر حکم (حلال، حرام، مکروہ، مشبوہ وغیرہ) لگایا جاتا ہے۔ یعنی مکلف کے لیے اس حکم کو بجالانا لازمی بن جاتا ہے۔ اس ضمن میں دو موضوعات پر بحث ہوگی۔ اس جیسے دیگر موضوعات پر تحقیق کا عمل لاگو کیا جاسکتا ہے۔ ان دونوں موضوعات کو دور جدید کے تناظر میں لیا گیا ہے۔ تاکہ مبحث اور منہج تحقیق کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلا موضوع: پاکستان (PS:۴۷۳۳) اور ملائشیا (MS:۱۵۰۰) میں سمندری مخلوق کی حلت و حرمت فقہی جائزہ۔

دوسرا موضوع: پاکستان[۱۳] (PS: ۵۳۱۹) اور ملائشیا[۱۴] (MS:۲۲۰۰) کے حلال معیارات میں برائے تزئین و آرائش کے اجزائے ترکیبی: کی حلت و حرمت کا فقہی جائزہ۔

جب مذکورہ دو موضوعات پر سوچ و بچار کی گئی تو سب سے پہلے مصدر اول کو دیکھا۔ مصدر اول (قرآن مجید) میں مطلق بیان ہوا ہے۔ یعنی سمندری مخلوق کے بارے میں کہا گیا کہ **صید البحر** تمہارے لئے حلال ہے۔[۱۵] اور تزئین و آرائش کے بارے میں کہا گیا کہ تمہارے لیے زینت حلال کر دی گئی ہے۔[۱۶] ان دونوں موضوعات میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا گیا کہ اس میں سے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے۔ یہاں مطلق سے مقید کے لیے کوئی حکم نہیں نکلتا۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ عموم کا حکم خصوص کے لیے نہیں ہوسکتا۔[۱۷]

قرآن کریم کے بعد حدیث نبوی میں جب اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی گئی تو دو جامع احادیث میں اس کا تذکرہ پایا گیا۔ ایک حدیث کے مطابق ہمارے لیے دو مردہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں، ان میں سے ایک مچھلی ہے۔[۱۸] دوسری حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہے

---

[۱۳] - Pakistan Standard for General Guidelines for Halal Cosmetics and Personal Care Products.
یہ معیارات کا سمیٹکس اور اس سے متعلقہ اشیا میں حلال کی ضروریات کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

[۱۴] - Islamic Consumer Goods-Part ۱: Cosmetic and Personal Care General Guidelines
یہ معیارات مسلمانوں کے اشیائے استعمال پر مشتمل ہیں۔ اس کے پہلے حصہ میں کا سمیٹکس اور ذاتی حفظان کے لئے عمومی رہنمائی دی گئی ہے۔

۱۵ - المائدۃ ۹۶:۵ - اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا، جہاں تم ٹھیرو وہاں بھی اسے کھاسکتے ہو اور قافلے کے لیے زادِ راہ بھی بناسکتے ہو۔ البتہ خشکی کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو، تم پر حرام کیا گیا ہے۔ پس بچو اس خدا کی نافرمانی سے جس کی پیشی میں تم سب کو گھیر کر حاضر کیا جائے گا۔

۱۶ - الاعراف ۳۲:۷ - قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ اے محمد، ان سے کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں، اور قیامت کے روز تو خالصتہً انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔

۱۷ - الدَلَالَةِ النَّصِّ لَايَحْتَمِلُ التَّخْصِيْصَ

۱۸ - مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، الصید والذبائح، باب إباحة ميتات البحر - رقم الحديث ۱۹۵۵ -

اور اس کا مردہ بھی پاک ہے۔[۱۹] ان دو احادیث کے علاوہ محقق کے علم کی حد تک کوئی اور حکم نہیں ملا۔ اسی طرح قرآن وحدیث میں ہمیں سمندری مخلوق کی کوئی تعریف بھی نہیں ملی جس سے مسئلہ کے حل میں مدد لی جائے۔ تعریف کے علاوہ خاص قسم کی مخلوق کی بھی نشان دہی نہیں کی گئی کہ فلاں مخلوق حلال ہے اور فلاں مخلوق حرام ہے۔ جن حرام مخلوقات کے بارے میں واضح حکم موجود ہے،[۲۰] ان کی وجوہات پر غور کرنے سے بھی مسئلہ مکمل حل نہیں ہوتا۔

اسی طرح تزئین وآرائش کے بارے میں بھی خاص مقامات پر راہنمائی[۲۱] اور اس کے علاوہ بنیادی اصول ملتے ہیں۔[۲۲]

حدیث میں بھی اس بارے اصولی احکام ذکر ہوئے ہیں۔[۲۳]

جب فقہ کے اندر اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی تو یہاں ائمہ فقہاء کے ہاں درج بالا قرآن مجید اور احادیث کے دیگر واضح احکامات کی بدولت جو نتیجہ نکلا اور باب دوم[۲۴] کے سابقہ کام کا جائزہ (Literature Review) میں بھی اس کا خلاصہ پیش کیا، کہ اس میں

---

۱۹ ۔محمدبن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری ،کتاب الشرکۃ اورکتاب الجہاد ،رقم الحدیث ۴۳۶۲۔

۲۰ ۔أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ، يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا۔ ایک طبیب نے مینڈک کو دوائی میں استعمال کرنے کے بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے اسے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ سنن أبي داود ،كتاب الطب باب في الأدوية المكروهة، رقم الحديث: ۳۸۷۱

۲۱ ۔الاعراف۷:۳۱۔يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۝ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۝ اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۲۲ ۔ الاعراف۷:۳۲ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۝ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۝ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۳۲ ۝ اے محمدؐ، ان سے کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں، اور قیامت کے روز تو خالصتہً انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔

۲۳ ۔امام بخاری، صحیح بخاری، جلد اول، رقم الحدیث نمبر۱۴۰۸۔ فَقَالَ إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ... آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم لوگوں کے متعلق دنیا کی زیب وزینت سے ڈرتا ہوں کہ اس کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اچھی چیز بری چیز کو لائے گی۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) خاموش رہے تو اس شخص سے کہا گیا، کیا بات ہے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے گفتگو کرتا ہے اور حضور تجھ سے گفتگو نہیں کرتے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے، آپ نے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے۔ گویا اس کی تعریف کی اور فرمایا: اچھی چیز بری چیز پیدا نہیں کرتی مگر موسم ربیع میں ایسی گھاس بھی اگتی ہے جو مار ڈالتی ہے، یا تکلیف میں مبتلا کر دیتی ہے مگر اس جانور کو جو ہری گھاس چرے یہاں تک کہ جب دونوں کے پیٹ بھر جائیں، تو وہ آفتاب کی طرف رخ کر کے لید اور پیشاب کرے اور چرتا رہے، اسی طرح یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، کیا ہی بہتر ہے مسلمان کا مال، کہ اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافروں کو دیتا ہے، یا جیسا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص اس کو ناحق لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے، جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

۲۴ ۔ایچ ای سی کے قواعد کے مطابق باب دوم سابقہ کام کے جائزے پر مشتمل ہوگا۔ یہاں اسی جانب اشارہ ہے۔

ائمہ کرام کا آپس میں بڑا اختلاف رونما ہوا ہے۔ یہ دونوں موضوعات چونکہ واقعاتی ہیں تو اس میں لوگوں کا رجحان اور ان کی رائے جاننا لازمی ہے تو کہ عرف وعادات اور عموم بلویٰ کا بھی خیال رکھا جائے۔[۲۵]

ذیل کے سطور میں اسے فقہی تناظر میں حل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۴۔ مبحث چہارم: فقہ میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا منہج تحقیق

فقہی آئمہ کرام میں سے چار مشہور ہیں۔ یہاں ان چاروں میں سے دو کے فقہی منہج کو لیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کو فقہ احناف کا سرخیل اور بانی کہا گیا ہے[۲۶]۔ ائمہ اربعہ میں سب سے پہلے انہیں امام اور فقیہ مانا گیا ہے۔ جس طرح محدثین منہج تحقیق میں روایت کی پابندی کرتے ہیں، اسی طرح فقہائے کرام کے بھی اپنے اصول ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے جتنے بھی فقہی مسائل کا استخراج، استنباط یا اجتہاد کیا ہے، تو کس بنیاد پر ان مسائل کو حل کیا ہے؟ ان کا منہج تحقیق کیا رہا ہے؟ ذیل میں اس بات کی وضاحت کی جاری ہے۔

۱۔ سب سے پہلے وہ قرآن میں مسئلے کا حکم تلاش کرتے ہیں۔ اگر براہ راست حکم موجود نہ ہو تو اس سے استنباط کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر قرآن میں سے براہ راست یا بطور استنباط حکم مل جائے تو اسی پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی ۵۰۰ آیات ایسی ہیں جن سے براہ راست احکام شرعیہ ثابت ہیں۔

۲۔ جب وہاں کوئی حکم نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سنت میں اس مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ضعیف حدیث کو بھی لیتے ہیں، جس سے مسئلہ کے حل کرنے میں مدد ملتی ہو۔ سنت قرآن ہی کی تشریح اور وضاحت ہے۔ سنت کا مطلب وسیع ہے۔ اگر کوئی بات نبی کریم ﷺ نے زبان مبارک سے کہی ہو تو سنت قولی کہلائے گی۔ اگر کوئی فعل نبی کریم ﷺ نے خود بالفعل کیا تو سنت فعلی کہلائے گا۔ اور کسی کو کسی فعل و بات پر اجازت دی ہو خاموشی اختیار کی ہو تو سنت تقریری کہلائے گا۔ اوامر و نواہی پر ڈھائی ہزار احادیث موجود ہیں۔ قرآن و سنت میں جب کوئی واضح حکم موجود نہ ہو تو اس کے بعد اجماع و قیاس کی طرف جاتے ہیں اور اس سے مسئلے کو حل کرتے ہیں۔ احکامات پر مشتمل احادیث کی تعداد تین ہزار ہے جبکہ اصولی احادیثِ احکام بارہ سو ہیں۔[۲۷]

---

[۲۵] ۔ عرف، عادات اور عموم بلویٰ پر فقہ میں بحث موجود ہے۔ اور انہی کی بنیاد پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ ایک مفتی کو ان امور پر عبور پانا اور ان کا جاننا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں اس کی کافی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسے ضبع کے کھانے کا معاملہ وغیرہ

۲۶ -امام ابوحنیفہ کی پیدائش ۸۰ھ کو ہوئی ہے۔ اور جائے پیدائش کوفہ ہے۔ ان کی وفات ۱۵۰ھ کو ہوئی۔ فقہی لحاظ سے ان کے نہایت ہی قابل شاگردوں میں سر فہرست امام محمد حسن الشیبانی اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ ہیں۔ اسی طرح کثرتِ اختلافِ رائے والی شخصیت امام زفر بھی ان کے اہم شاگردوں میں سے ہیں۔ فقہ حنفی کی مشہور کتب میں سے کتاب الخراج، کتاب المبسوط، الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر اور الزیادات، امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کی تصنیفات ہیں جبکہ ان شاگردوں کے بعد جو کتب لکھی گئی ہیں، وہ گویا ان کی شروحات و تصریحات ہیں۔

۲۷ ۔ أبو المنذر المنیاوي ،المعتصر من شرح مختصر الأصول من علم الأصول(مصر: المكتبة الشاملة، الطبعة: الثانية، ۱۴۳۲ ھ - ۲۰۱۱ م عدد الأجزاء جلد۱)، ۲۴۲

۳۔ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اقوالِ صحابہؓ کی باری ہے۔ جب قرآن مجید اور سنت سے کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو تو امام ابو حنیفہؒ اقوالِ صحابہؓ کے ذریعے مسئلے کو حل کرتے ہیں۔

۴۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے بعد اجماع کو بطور اصول وماخذ استعمال کرتے ہیں۔ کسی بھی مسئلے کو شاگردوں سمیت حل کرنے کے لیے اجتماع بلا لیتے اور مسئلے کے حل کو اجماع کے ذریعے حل کر لیتے۔

۵۔ قیاس کسی بھی چیز کے اچھے اور برے دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے کسی سابق مسئلے کے حکم میں غور و فکر کر کے اس کی علت معلوم کرتے ہیں اور اسی کو حکم کی وجہ قرار دیتے ہیں، پھر وہی علت اگر کسی اور مسئلے میں پائی جائے تو اس پر بھی یہی حکم لگاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی بھی نشہ آور چیز ہو جس کا نام و شکل موجودہ دور میں پیدا ہوا ہے، لیکن اس میں نشہ ہو تو اسے شراب پر قیاس کر کے حرام کا حکم لگاتے ہیں۔[28]

درج بالا منہج تحقیق امام صاحب نے اپنایا تھا۔ اس معیار کو مزید مضبوط بنانے کے لیے انہوں نے اپنے شاگردوں کی ایک انجمن بنائی تھی، جس میں ایک مسئلے یا مفروضے کو پیش کرتے تھے، سارے شاگرد مل کر اس کا جواب ڈھونڈتے تھے۔

جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو امام ابو حنیفہؒ اپنے شاگردوں کو بلا لیتے، ان کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کرتے۔ پھر اجتماعی طور پر اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بات ہو جاتی۔ جس کے اختلافی نکات ہوتے جیسے امام زفرؒ تو بھی ان کے اختلافی نکات لکھ لیے جاتے۔ اور جس کا اتفاق ہوتب بھی اسے لکھا جاتا۔ یوں ایک مسئلے کا جواب تلاش کرنے کے لیے علمی نشست کا اہتمام کیا جاتا اور تمام نکات لکھ لیے جاتے۔[29]

الغرض امام ابو حنیفہؒ کا منہج تحقیق فقہی مسائل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس طریقہ کار سے کوئی بھی مسئلہ قرآن، حدیث اور سلف کے طریقہ کار سے باہر نہیں نکلتا اور نہ ہی اس کے کمزور پہلو ہیں کہ کوئی اس پر اعتراض کرے۔

امام شافعی کا اصل نام محمد تھا۔ دادا کی وجہ سے محمد بن ادریس الشافعی مشہور ہوئے۔[30] فقہ شافعیؒ کے نام سے ان کے تمام تحقیقی کام کو یاد کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام کے دور میں استنباط واستدلال کے لئے وضع شدہ قواعد اور اصول باقاعدہ مروج نہیں تھے البتہ صحابہ کرام کی دوراندیشی اور علمی استعداد اتنی گہری تھی کہ بعد کے علمائے کرام اور فقہائے سہولت کے لیے ان اصطلاحات کے نام رکھ دیئے۔ امام شافعیؒ نے بغداد میں قیام کے دوران اپنا منہج اجتہاد وطریقِ استنباط متعارف کرایا جو اہل الرائے سے مختلف تھا۔ اپنے ہر درس میں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ

---

۲۸ ۔ڈاکٹر حافظ محمد اسماعیل العارفی، "امام ابو حنیفہ کی فقہی مجلس شوریٰ اور اس کے اصول وضوابط"، الثقافة الإسلامية، شمارہ ۴۰۔ (جولائی سے دسمبر ۲۰۱۸)

۲۹ ۔ایضاً

۳۰ ۔ان کی پیدائش ۱۵۰ھ کو ہوئی۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور دس سال تک امام مالکؒ کی مؤطا کتاب حفظ کیا۔ خاندانی طور پر علم وفضیلت والے تھے تو علم الانساب اپنے چچا سے سیکھا۔ مختلف علوم حدیث، فقہ، فصاحت وبلاغت کے بنیادی علوم، ادب اور شعر وشاعری پر مکمل عبور پانے کے بعد تیر اندازی، لغت، شاعری، تاریخ، صرف ونحو کے علوم پر بھی عبور حاصل کیا۔ مختلف علوم پر پختگی حاصل کرنے کے بعد کئے علوم پر کتابیں تصنیف کیں۔ کتاب الام، کتاب الحجة کتاب کے اندر انہوں نے اہل الرائے حضرات کے منہج پر بات کی۔ اہل الرائے اور اہل الحدیث مناھج کے درمیان انہوں نے درمیانہ راستہ اور منہج استعمال کیا۔ اس منہج کی وضاحت کے لیے انہوں نے كِتَابُ الرِّسَالَةِ الْجَدِيْدَةِ، اخْتِلَافُ الْحَدِيثِ، جِمَاعُ الْعِلْمِ، إِبْطَالُ الإِحْسَانِ، أَحْكَامُ القرآنِ، صِفَةُ الأَمْرِ وَالنَّهْيِ، اخْتِلَافُ مَالِكٍ وَالشافِعِي، اخْتِلَافُ الْعِرَاقِيينَ اور كِتَابُ الأُمِّ دو کتابیں لکھی۔ مروجہ فقہی منہج سے الگ اس منہج کو علمائے کرام اور فقہائے کرام نے بہت پسند کیا۔

فرمایا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔ اس زمانے میں زیادہ تر لوگ اہل الرائے کے منہج پر ہوتے تھے۔ اس لئے اس بابت ان میں مکالمہ بھی ہوتا تھا۔ امام مالکؒ و امام ابو حنیفہؒ چونکہ اہل الرائے تھے لہٰذا ابتداء میں امام شافعی اور ان کی آراء لوگوں کے ہاں اجنبی محسوس ہوئیں۔ تاہم بعد میں لوگ انکی تفقہ اور طریقہ استدلال کے قائل ہوئے۔ امام شافعی کے اصول استنباط میں پانچ مصادر استعمال ہوتے ہیں یعنی ان کے منہج تحقیق کے پانچ مصادر ہیں جب کہ ان مصادر کی تفصیل امام ابو حنیفہؒ کے ضمن میں گزر چکی ہے:

۱. قرآن مجید
۲. سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳. اجماع
۴. قیاس
۵. قولِ صحابی۔ بعض حضرات بطور اصلِ شافعی کے "تعاملِ اہلِ مکہ" کا ذکر بھی کرتے ہیں۔[۳۱]

ان مصادر کے اندر رہتے ہوئے انہوں نے مسائل کا استخراج کیا۔ اسی پر طرز استنباط اپنایا۔ ان کے پاس جو بھی مسئلہ آیا، انہی مصادر کی بنیاد پر حل کیا۔ مذکورہ بحث بھی چونکہ فقہی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں یہی اسلوب روا رکھا گیا ہے کہ دونوں فقہاء کے مناھج کو استعمال کرتے ہوئے مسئلے کے حل کے لیے کوشش کی جائے۔[۳۲]

ذیل کی سطور میں دونوں آئمہ کرامؒ کا فقہی مناھج کا فرق ٹیبل کی صورت میں واضح کیا جا رہا ہے:

نمبر شمار	امام ابو حنیفہؒ کا فقہی منہج	امام شافعیؒ کا فقہی منہج
۰۱	کتاب اللہ	کتاب اللہ
۰۲	سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۰۳	اقوالِ صحابہؓ	اجماع
۰۴	اجماع	قیاس
۰۵	قیاس	بعض حضرات بطور اصلِ شافعی کے "تعاملِ اہلِ مکہ" کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

۴.۱ فرق

امام ابو حنیفہؒ نے پہلے کتاب اللہ کو بطور دلیل واستنباط لیا۔ کتاب اللہ میں کوئی مسئلہ حل نہ ہو اور اس کا حکم نہ ملے تو سنت میں اس کا حل تلاش کرتے ہیں۔، اگر کتاب اللہ میں ملے اور نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں، تو قولِ صحابیؓ کو بطور دلیل اور احکامات کے استنباط کے لیے لیتے ہیں۔

۳۱ - الشافعي، محمد بن ادریس، الامام، کتاب الام (بیروت: دارالوفا للطباعة والنشر المحصورة ۲۰۰۱ء) ۱:۲۶۴

۳۲. ڈاکٹر سلیم الرحمن، ڈاکٹر محمد ریاض خان الازہری، **امام شافعی کا منہج استنباط اور اجتہادی اصول**، معارف اسلامی (۲۰۱۳)، ۲: ۱۲

کہتے ہیں کہ اقوالِ صحابہؓ میں مجھے اختیار ہے، جس کا قول چاہوں تو لوں اور جس کا چاہوں تو چھوڑ دوں، اور میں ان کے اقوال کو چھوڑ کر غیر کا قول نہیں لوں گا۔

اسی طرح امام شافعیؒ نے فقہی منہج کے لیے جس طریقے کو اپنایا ہے، اس میں "اقوالِ صحابہؓ" کو نہیں لیا، اس لیے کہ وہ صحابہؓ کے اجتہادات ہیں جن میں خطا کا احتمال ہے۔ عمل بالاستحسان کو بھی چھوڑ دیا جو کہ احناف ومالکیہ کے ہاں ایک مستقل اصول ہے۔

۵۔ مبحث پنجم: استخراج اور استقراء: تحقیق میں منطقی استدلال کی بنیادیں

فقہاء کرام کے دور کے بعد علم الکلام اور منطق و فلسفہ کا دور آیا تو استخراج و استقراء کے منطقی استدلال کے طریقے رائج ہوئے۔ اس مقالے میں ان سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ استخراج کا مطلب ہے کہ کل سے جز کی طرف مسئلے کا حل نکالا جائے۔ چند معلوم باتوں سے نامعلوم بات کی دریافت، نتیجے کا اخذ و استنباط، اجمال سے تفصیل پیدا کرنا ہوتا ہے۔[۳۳] اور استقراء سے مراد ہے کہ اجزاء سے کل کی طرف تحقیق کا سفر اختیار کیا جائے۔ امور جزئیہ سے کلی پر حکم کرنا۔[۳۴] یعنی حلال و حرام کل ہے اور اس سے جز کا مسئلہ نکالنا استخراج ہے۔ اس میں اصولیات کو بنیاد بنا کر جزوی مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ شرعی امور میں حلال و حرام بطور اصول اور حکم موجود ہے جبکہ سمندری مخلوق اور تزئین وآرائش کے بارے میں واضح ہدایات موجود نہیں ہیں۔ جبکہ یہ دونوں موضوعات ایک جزء ہیں، اس کے استعمال کا جواز اور عدم جواز ہم کل یعنی حلال و حرام میں تلاش کریں گے۔ منہج استقرائی میں اجزاء کو جمع کر کے اس پر کل کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے ہم ان دونوں موضوعات کے مختلف اقسام کے الگ الگ احکام کو یکجا کریں گے اور پھر قدر مشترک تلاش کر کے حکم لگائیں گے۔ حلال وحرام واضح ہے اور جو واضح نہیں ہے، وہ مشتبہات میں سے ہے۔ مشتبہات کا حکم یہ ہے کہ اس سے بچنا ایمان کو بچانا ہے۔ اگر مذکورہ مسئلے میں حرمت کی کوئی واضح حکم موجود نہ ہو تو اس کا مطلب ہو گا کہ اس میں تحقیق کی جائے۔ مچھلی اگر حلال ہے تو سمندری مخلوق کی دیگر قسمیں بھی حلال ہونی چاہیے، کیونکہ حلال وحرام (اوپر کی طرف جانا) واضح ہے۔ اسی طرح حلال و حرام واضح بیان ہوئے ہیں تو مچھلی کی حلت بھی بطور نص موجود ہے، البتہ دیگر سمندری مخلوق کے بارے میں تحقیق کی گنجائش ہے۔ اسی طرح تزئین وآرائش کی بھی مثال ہے۔ اگر یہ حلال ہے تو اس کے تمام اجزائے ترکیبی حلال ہونے چاہیے۔ کیونکہ حلال وحرام واضح ہے (یہاں کل سے جز کی طرف مسئلے کے حل کی تلاش کی جاتی ہے۔)

سوالنامے یا سروے کے ذریعے منطقی طرز استدلال کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ ایک مسئلے میں ہم نے مختلف ماہرین سے سوالات کئے تو اگر ان سوالات کے جوابات میں سے پہلے نمبر کے سوال کے مختلف جوابات موصول ہوئے۔ چونکہ نتیجہ نکالنا بھی لازمی ہوتا ہے، اس لیے اس بحث میں منطقی استدلال کو بھی استعمال کریں گے۔ یعنی ۵ ماہرین میں سے ۳ نے متفق جوابات دیے۔ ان کے دلائل اور استدلال کا منہج اگرچہ الگ الگ ہو لیکن جواب ایک جیسے آئے۔ ۳ ماہرین نے مختلف جوابات دیے۔ ان ۳ ماہرین نے مختلف مناھج اور استدلال سے مختلف جوابات دیے۔ یعنی ان سارے

---

۳۳ -https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-istikhraaj?lang=ur۔ استخراج۔ ۳۰ ستمبر ۲۰۲۲

۳۴ - https://forum.mohaddis.com/threads/ محمد نعیم یونس. ۲۰۱۵،۰۸ جنوری

عوامل میں سبب مختلف تھے، لیکن نتیجہ نکل آیا۔ ان میں سے ایک سبب بدلنے سے نتیجہ مختلف ہو سکتا ہے۔ یعنی ۵ ماہرین میں سے ۴ رہ جائیں تو نتیجہ مختلف نکلے گا۔ اس طریقہ کار کو دو قوانین قانون اتفاق اور قانون منفی اتفاق کہتے ہیں۔[۳۵] ذیل کے گراف سے اس کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔

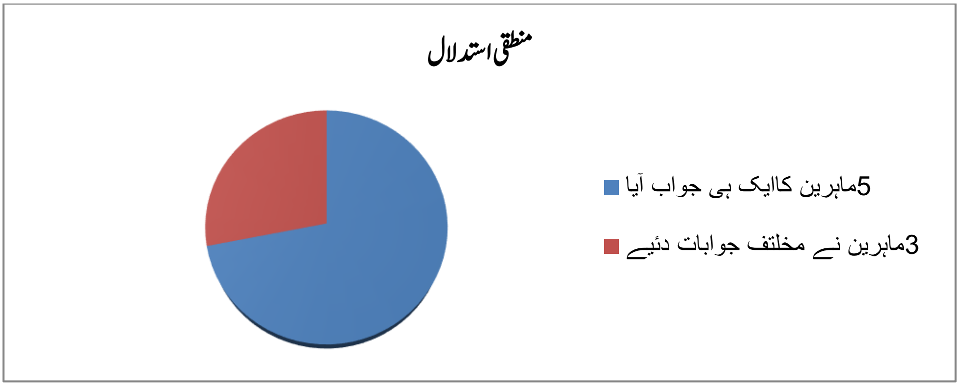

یہاں جب سبب کا عدد کم یا زیادہ ہو جاتا ہے تو متعلقہ رنگ بھی کم یا زیادہ ہو جائے گا۔ ذیل کے گراف سے واضح ہو جائے گا۔ الغرض قرآن و حدیث، فقہ اور علوم شرعی وغیرہ سے شرعی مسائل کا استنباط (کل سے جزی کی طرف) اور اسی طرح کسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے جزسے حل کرنے کا سفر شروع (جز سے کل کی طرف) کے دونوں منہج سے مسئلے کو حل کیا ہے۔[۳۶]

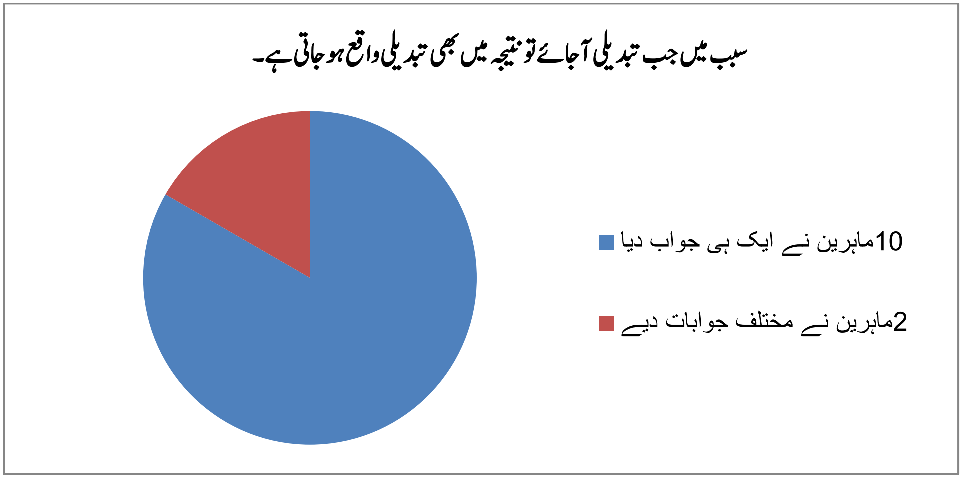

۳۵۔ نثار احمد زبیری، **تحقیق کے طریقے** (کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، دوسرا توسیع شدہ ایڈیشن، اشاعت ۲۰۱۹)، ۱۳۴

۳۶۔ استخراج اور استقراء کے منہج میں صرف ایک تمثیلی موضوع (پاکستان (PS:۳۷۳۳) اور ملائشیاء (MS:۱۵۰۰) میں سمندری مخلوق کی حلت و حرمت فقہی جائزہ۔) کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ صفحات کی طوالت سے بچنے کے لیے یہاں یہ عرض ہے کہ دوسرا موضوع (پاکستان[۳۶] (PS: ۵۳۱۹) اور ملائشیاء[۳۶] (MS:۲۲۰۰) کے حلال معیارات میں برائے تزئین و آرائش کے اجزائے ترکیبی: کی حلت و حرمت کا فقہی جائزہ۔) بھی بعینہ اسی طرح حل کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ مبحث ششم: سائنسی منہج تحقیق: تقابلی جائزہ

عمرانی علوم چونکہ ایک منظم اور متعین طریقہ کار کے تحت تحقیق کا مطالبہ کرتے ہیں اس لئے ذیل میں اس کے مختلف مناہج کو زیر تحقیق لایا جارہا ہے:

۱۔ یہ مقالہ Qualitative Research کے مطابق لکھا گیا ہے۔یعنی مسئلے کے حل کے لیے علم، بصیرت، تشریح، مشاہدہ، انسانی روئے اور دیگر محرکات کے ساتھ ساتھ استدلالی قوت استعمال کی گئی ہے۔ اس ضمن میں مذکورہ بحث میں دو طریقوں سے کام لیا گیا ہے۔

پہلا طریقہ یہ کہ دونوں مسلکوں کے ماہرین کی علمی بصیرت اوران کا منہج، فقہی اصطلاحات کی تشریح، نقطہ نظر اوراستدلالی قوت سے حاصل شدہ نتیجے کو پرکھا گیا ہے۔ اس میں سے دونوں مسالک کے معیارات میں درج شدہ فقہی آرا کو دیکھا گیا ہے۔

دوسرے نمبر پر وسیع تر نتائج نکالنے کے لیے دیگر متعلقہ ذرائع میں سے مدارس، اساتذہ کرام، طلبہ وطالبات اورافتا کے اداروں اورماہرین فن کے ذمہ داران سے Open-Ended Questions کے دوران دلائل اور معلومات کا تبادلہ کیا گیا ہے اور فرضی تصورات کے ساتھ ساتھ تجزیہ تحریر میں لایا گیا ہے۔

اسی طرح اس میدان سے وابستہ لوگوں سے مشاہداتی اور تجرباتی نوعیت کے آرا لے کر قلم بند کئے ہیں تاکہ اس سے بہتر نتائج نکالے جاسکیں۔ پیش کردہ نظریات کا تجزیہ کرتے ہوئے بنیادی نکات تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق چونکہ تسلسل کا نام ہے اس لئے Open-Ended Questions کے نتیجے میں جو نتائج نکلے، وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مزید کام کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ ان معلومات کو نئے انداز سے بیان کیا گیا۔ اس منہج میں علماوفقہا کی آرااوردلائل کو تلاش کیا جاتا ہے۔

۲۔ تقابلی تحقیق Comparative Research

مقالے میں تقابلی منہج بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس منہج میں دونوں مسلکوں کا تقابلی مطالعہ دونوں مسالک کی فقہی آرا کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ اور دونوں میں جہتِ مشابھت اور جہتِ اختلاف کو فقہی آرا کے تناظر میں واضح کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ فقہی آرا میں سے چار معروف ائمہ کرام کی آراء پیش نظر ہیں تاہم بطور خاص ان میں سے دو یعنی حضرت امام ابو حنیفہؒ اورامام شافعیؒ کے اقوال کو لیا گیا ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں دونوں مسالک کی فقہی آرا کی بنیاد پر اس کو تقابل کے طور پر لیا گیا۔ دونوں میں پائے جانے والے نظریات و اختلافات اورآرا کی روشنی میں ایک معیار پیش کیا گیا۔

بیسویں صدی سے جب سائنسی علوم ایجاد ہوئے تو فقہی مسائل کو اسی انداز سے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ محقق کا مسئلہ Qualitative methods کو استعمال کرتے ہوئے Comparative research سے حل ہوا ہے۔

اس مقالے کے اندران دونوں مسالک کے فقہی احکامات کا تقابل کیا گیا ہے۔ جدید وقدیم کتب سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ مقابل رائے کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ائمہ کرام کے اقوال، آراء اور مناہج کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجہ نکالا گیا ہے۔ پورے مقالے میں جو اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، ان کا جدول ذیل میں دیا جارہا ہے۔

اصطلاحات	معانی ومطالب
الحلال	اس سے مراد دونوں ممالک کے حلال معیارات کے علاوہ قرآن مجید اور حدیث کے مطابق حلال چیزیں مراد ہیں۔ حلال کا معنیٰ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا حکم شارع دے۔
الحرام	اس سے مراد دونوں ممالک کے حلال معیارات کے علاوہ قرآن مجید اور حدیث کے احکامات کے مطابق جو چیزیں حرام ہیں۔ اس کا معنیٰ یہ بنتا ہے کہ کسی کام سے روکنے کا حکم شارع دے۔
سمندری مخلوق	اس لفظ سے مراد سمندر میں پائے جانے والے تمام جانور، جس کی پیدائش، حیات اور موت پانے کے اندر ہو، مراد ہے۔
سمک الطافی	مقالے میں مستعمل اس لفظ سے مراد وہ مچھلی ہے جو پانی میں فطری موت مر جائے اور پیٹھ کے بل پانی میں تیر رہی ہو۔
PS:۳۷۳۳	اس سے مراد پاکستان کے حلال معیارات ہیں، جو غذائی مصنوعات سے متعلق ہیں۔
MS:۱۵۰۰	اس سے مراد ملائشیاء کے حلال معیارات ہیں، جو غذائی مصنوعات سے متعلق ہیں۔
حلال سرٹیفیکیٹ	حلال معیارات سے متعلق مصنوعات کی تصدیقی سند
فقہی آراء	فقہی آراء میں سے چاروں آئمہ کرام سمیت آئمہ تشیع میں سے امام خمینیؒ کی آراء کو لیا گیا ہے۔
آئمہ کرام	فقہی آئمہ کرام میں سے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمھم اللہ کو منتخب کیا گیا ہے۔
مصادر	بنیادی مصادر میں سے قرآن مجید، احادیث، فقہ اور ثانوی مصادر میں سے تحقیقی مقالہ جات، آرٹیکلز اور نیٹ سے مواد لیا گیا ہے۔
عربی ترجمہ	قرآنی آیت کا ترجمہ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی تفسیر سے لیا گیا ہے۔[۳۷]

[۳۷] ۔(نوٹ: اسی طرح دوسرے موضوع (پاکستان[۳۷] (PS: ۵۳۱۹) اور ملائشیاء[۳۷] (MS:۲۲۰۰) کے حلال معیارات میں برائے تزئین وآرائش کے اجزائے ترکیبی: کی حلت وحرمت کا فقہی جائزہ۔) کے حوالے سے معمولی ردوبدل کے ساتھ فہرست مرتب کی جاسکتی ہے۔)

۷۔ خلاصہ بحث

علوم اسلامیہ میں فقہی مباحث کا ہونا لازمی امر ہے۔ فقہی علوم ہی کی وجہ سے بہت سارے مسائل حل ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے انکار اور فرار کی کوئی گنجایش نہیں ہو سکتی۔ البتہ اس میں مہارت حاصل کرنا اور اس میں نئی جہتوں پر کام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

کتابیات

القرآن الکریم۔

البخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (مصر: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)

مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دارالجیل، ۱۹۴۹ء)

مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن** (کراچی: مکتبہ معارف القرآن ۲۰۰۹ء)

الجصاص، احمد بن علی، **احکام القرآن** (بیروت: دارالکتب العلمیۃ ۲۰۱۳ء)

ابو داوٗد، **سنن ابو داوٗد** (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س-ن)

الزُّحَيْلِيّ، أ. د. وَهْبَة بن مصطفى **الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ**، (دمشق: دار الفکر سوریۃ)۔

المنیاوي، أبو المنذر، **المعتصر من شرح مختصر الأصول من علم الأصول** (مصر: المكتبة الشاملة، الطبعة: الثانية ۲۰۱۱۔

العارفی، ڈاکٹر حافظ محمد اسماعیل "امام ابو حنیفہ کی فقہی مجلس شوریٰ اور اس کے اصول وضوابط"، **الثقافة الإسلامية**، شمارہ ۴۰۔ (جولائی سے دسمبر ۲۰۱۸)

الشافعی، محمد بن ادریس، الامام، **کتاب الام** (بیروت: دار الوفا للطباعۃ والنشر المحصورۃ، ۲۰۰۱)۔

ڈاکٹر سلیم الرحمن، ڈاکٹر محمد ریاض خان الازہری، امام شافعی کا منہج استنباط اور اجتہادی اصول، معارف اسلامی ۲۰۱۳۔

زبیری، نثار احمد، **تحقیق کے طریقے** (کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، دوسرا توسیع شدہ ایڈیشن، اشاعت ۲۰۱۹)۔